

## غریب الحدیث اور فہم حدیث میں اس کی اہمیت

محمد ہمایوں عباس شمس\*

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا کوئی بشر تصور بھی نہیں کر سکتا یہ کمالات ہمہ جہت ہیں کسی خاص پہلو یا نقطہ نگاہ کے اعتبار سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی گفتگو، حرکات و سکنات، نیند اور بیداری بھی اس کمال کی ہے کہ انسانیت کے لیے اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کے ارشادات کا اہل علم نے ادبی جائزہ بھی لیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ اہل ادب کے لیے بھی رہنما و رہبر ہیں۔ کیوں نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

أنا أفصح العرب، بيد أني من قريش ونشأت في بني سعد (۱)

یہ ارشاد بھی آپ کے کلام کی عظمت کو بیان کرتا ہے۔

أوتيت جوامع الكلم (۲)

اس کلام مبارک کی خوبیاں جاہظ نے انتہائی خوبصورت انداز میں بیان کی ہیں۔ کلام کے زور بیان کا

تقاضا ہے کہ عربی عبارت بغیر ترجمہ کے پڑھی جائے:

هو الكلام الذي قلّ عدد حروفه، وكثر عدد معانيه وجلّ عن الصنعة، ونزه عن التكلف... واستعمل المبسوط في موضع البسط، والمقصور في موضع القصر، وهجر الغريب الوحشي، ورغب عن الهجين السوقي فلم ينطق إلا عن ميراث حكمة، ولم يتكلم إلا بالكلام قد حُفّ بالعصمة، وشدّ بالتأيد، ويسر بالتوفيق، وهذا الكلام الذي القى الله المحبة عليه وغشاه بالقبول، وجمع بين المهابة والحلاوة، وبين حسن الافهام وقلة عدد الكلام مع استغنائه عن إعادته، وقلة حاجة السامع الى معاودته، لم تسقط له كلمة، ولا زلت له قدم، ولا بارت له حجة، ولم يقم له خصم، ولا أفحمه خطيب، بل يبذ الخطب الطوال بالكلام القصير، ولا يلتمس إسكات الخصم إلا بما يعرفه الخصم، ولا يحتج إلا بالصدق، ولا يطلب الفلج (الظفر) إلا بالحق، ولا يستعين بالخلابة،

ولا يستعمل الموارد، ولا يهمز ولا يلزم، ولا يبطن، ولا يعجل، ولا يسهب ولا يحصر،  
ثم لم يسمع الناس بكلام قط أعم نفعاً، ولا أصدق لفظاً، ولا أعدل وزناً، ولا أجمل  
مذهباً، ولا أكرم مطلباً، ولا أحسن موقفاً، ولا أسهل مخرجاً، ولا أفصح عن معناه،  
ولا أبين في فحواه من كلامه ﷺ كثيراً (۳)

آپ ﷺ کے کلام کے فہم کے لیے کئی علوم وجود میں آئے ان میں سے ایک غریب الحدیث ہے۔ غریب  
کی تعریف کرتے ہوئے اہل لغت نے لکھا:

الغريب من الكلام هو الغامض البعيد من الفهم كالغريب من الناس (۴)  
غریب وہ پیچیدہ کلام ہے جو فہم سے بعید ہو، جیسے کہ مسافر لوگوں سے دور ہوتا ہے۔  
یہ غموض دو وجہ سے ہوتا ہے۔

(۱) أن يراد به بعيد المعنى غامضه، لا يتناوله الفهم إلا عن بعد، ومعاناة فكر  
غموض کی ایک وجہ کلام کا بعید المعنی ہونا ہے فہم سے باسانی اور جلد قبول نہیں کرتا فکر و تامل کے بغیر سمجھ میں نہیں  
آتی۔

(۲) أن يراد به كلام من بعدت به الدار ونأى به المحل من شواذ قبائل العرب فاذا وقعت إلينا الكلمة  
من لغاتهم استغربنا ها وانما هي كلام القوم وبيانهم (۵)  
ایسا کلام جو (عرب کے) محل و مقام سے دور قبائل عرب کے شاذ کلمات میں سے ہو جب ہمیں ایسے کلمہ  
سے واسطہ پڑتا ہے تو ہمیں اجنبیت محسوس ہوتی ہے یہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک دور دراز قوم کا  
کلام اور بیان ہے۔

اسی حوالے سے محمد بن عبد الجبار السمعانی لکھتے ہیں کہ احادیث دو طرح کی ہیں:

(۱) واضح، جلی (ب) غامض، خفی

وہ غموض کے دو پہلوؤں کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

أحدهما أن يكون غموضه لغرابية في اللفظ، والآخر أن يكون غموضه لغرابية في  
المعنى - والغرابية في اللفظ تختص باللغة، وتحتاج إلى البيان من جهة أهل العربية،  
إذ ليس في بدهاة العقول، ومستنبطات العلوم سبيل إلى معرفتها والوقوف على ما بينها،  
لأنها علم سمعي لا يعرف إلا بالنقل عن أهله، والرواية عن أئمته

وأما الغرابة من جهة المعنى فإنها- وإن كان ينتمى بعضها إلى اللفظ بسلوك صيغة الإيجاز ، واستعمال المستعار والمجاز ، فإن أكثرها يعرف بالعقول السليمة، والفهوم الغزيرة القويمة وأحق الوجهين بصرف العناية إلى التصنيف فيه مالا يعرف إلا بالنقل والتعليم، ولهذا اشتغل المتقدمون به، وقدموه على غيره- (۶)

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے غموض اہل زبان کے ذریعہ دور ہوگا یا تعلیم و تعلم سے۔ ڈاکٹر محمد ابواللیث الخیر آبادی کے یہ الفاظ غریب الحدیث کے مفہوم اور اہمیت کو واضح کرتے ہیں:

هو علم يعنى بيان معانى الكلمات الغامضة فى الحديث، وهو يدوره يساعد على فهم الاحاديث واستنباط مافيهما من احكام ومسائل (۷)

علم حدیث میں اس فن کی معرفت بہت اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ فہم حدیث کا انحصار غریب الفاظ کی معرفت پر ہے۔ اس لیے منجھ نقد فی علوم الحدیث کے مصنف لکھتے ہیں:

ومعرفة معانى هذه الالفاظ علم مهم بالنسبة للمحدث، كى لا يكون زاملة للاخبار لايدرى مايرويه وقد نبه العلماء على وجوب التحرى والتوقى فى بحثه ، لثلا يقع المتعرض له فى تحريف الكلم عن مواضعه والقول على الله بغير علم (۸)

اور ان الفاظ کی معرفت محدث کے لیے اہمیت کا حامل علم ہے ایسا نہ ہو کہ ان کے معانی مخفی رہیں اور محدث کو یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کیا روایت کر رہا ہے اور علمائے اس بحث میں (چھان بین) جرح و تعدیل کے وجوب پر متنبہ کیا ہے تاکہ کہیں کوئی تحریف کلام اللہ اور افتراء علی اللہ کا مرتکب نہ ہو جائے۔ ابن الصلاح کی یہ عبارت بھی قابل توجہ ہے:

هذا فن مهم يقبح جهله باهل الحديث خاصة، ثم باهل العلم عامة - والخوض فيه ليس بالهين، والخائض فيه حقيق بالتحرى جدير بالتوقى- (۹)

یہ ایک ایسا اہمیت کا حامل فن ہے جس سے لاعلمی خرابی ہے محدثین کے لیے خصوصاً اور اہل علم کے لیے عموماً اور اس میں غور اور گہرائی میں جانا آسان نہیں اور جو اس میں غور و خوص (تحقیق) کرنے والے ہیں وہی اس میں ترجیح و تردید کرنے کے لائق ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ علماء غریب لفظ کا معنی بتانے میں بڑی احتیاط برتتے تھے۔ اس حوالہ سے علماء نے حدیث کے جلیل القدر امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ کسی نے ان سے حدیث میں کسی غریب لفظ کی بابت دریافت کیا تو

آپ نے فرمایا:

سلوا أصحاب الغریب، فانی أکره أن أتکلم فی قول رسول الله صلی الله علیه وآله  
وسلم بالظن، فأخطی (۱۰)

اسی طرح اصمعی سے حدیث مبارکہ الجار احق بسقبہ کا معنی پوچھا گیا تو کہا:

أنا لأفسر حدیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولكن العرب تزعم أن السقب  
اللزيق (۱۱)

اس احتیاط سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ فن کس قدر مشکل اور اہم ہے۔ ابو عبیدہ القاسم بن سلام  
(۲۲۴ھ) نے اپنی کتاب غریب الحدیث کے بارے میں لکھا کہ اس پر چالیس سال صرف کیے، وہو کان خلاصة  
عمری (۱۲)

ضمناً یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ”الحدیث من الغریب“ اور ”غریب الحدیث“  
میں فرق ہے۔ ان دونوں کی وضاحت عبدالمہاجد غوری نے ہروی کے مقدمہ التحقیق کے حوالے سے کی ہے، اس  
عبارت سے دونوں میں فرق کے علاوہ غریب الحدیث کی ایک جامع تعریف بھی سامنے آئے گی۔  
الغریب من الحدیث وهو:

دراسة متصلة بالسند غالباً، وقد تتصل بالمتن من حيث الزيادة أو الاختلاف في الرواية،  
ويعرفه علماء الحديث بانه: ما ينفرد بروايته او رواية زيادة فيه راوواحد، في ای موضع  
وقع التفرد به من السند، سواء اكان ذلك الانفراد بالمتن ام بالسند غریب الحدیث وهو،  
تفسير و توضیح ماجاء فی احادیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ، واحادیث  
اصحابه وتابعیهم رضی الله عنهم، من الفاظ غریبة وكلمات مشكلة ، والتعريف

- بمعانیها، وضبط بنيتها، والوقوف على تصريفها واشتقاقها، وتالیف حروفها (۱۳)

غریب کی معرفت کے لیے ہمیں لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے، عرب کے محاورہ سے آگاہی حاصل کرنی پڑتی  
ہے۔ عرب کے لہجے اور الفاظ کے معانی میں تنوع کو بھی پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ان ساری علمی و فنی کوششوں کے ساتھ  
ساتھ غریب الفاظ کی معرفت ایک مضمون کی تمام روایات کو اکٹھے کرنے سے بھی ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں اگر  
ایک لفظ استعمال ہوا ہے تو کسی دوسرے راوی نے دوسرا لفظ استعمال کر دیا جس سے غموض دور ہو گیا۔ اس کے لیے  
دی گئی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(i) صحیح بخاری میں ہے:

من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح فكأنما قرب بدنة (۱۴)  
البدنة کا اطلاق اونٹ اور گائے دونوں پر ہوتا ہے۔ مصنف عبدالرزاق کی روایت سے البدنہ کی وضاحت  
ہوتی ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فله من الاجر مثل الجزور ”اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملے گا۔“

(ii) صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے:

صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلى جنب۔ (۱۵)

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر نہ کھڑے ہو سکو تو بیٹھ کر ورنہ لیٹ کر پڑھو۔

جنب کی وضاحت سنن دارقطنی کی اس روایت سے ہوتی ہے:

على جنبه الأيمن مستقبل القبلة بوجهه.

غریب الحدیث پر تصانیف

غریب الحدیث: پر پہلی کتاب ابو عبیدہ معمر بن العشی (م: ۲۱۰ھ) کی ہے بعض محققین کا خیال ہے کہ پہلی  
تصنیف نصر بن شمیل (م: ۲۰۳ھ) کی ہے۔ البتہ یہ دونوں کتابیں مختصر ہیں۔ آج تک اس موضوع پر تالیفات کا سلسلہ  
جاری ہے۔ چند کتب درج ذیل ہیں۔

(۱) غریب الحدیث: ابو عبید القاسم بن سلام اللہری (م: ۲۲۳ھ)

(۲) غریب الحدیث: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری (م: ۲۷۶ھ)

(۳) الدلائل فی غریب الحدیث: قاسم بن ثابت العوفی السرقطی (م: ۳۰۲ھ)

(۴) غریب الحدیث: ابوسلیمان حمد بن محمد (م: ۳۸۸ھ)

(۵) کتاب الغریبین: احمد بن محمد بن عبدالرحمن الباشانی (م: ۴۰۱ھ)

(۶) تفسیر غریب ما فی الصحیحین: ابونصر محمد بن فتوح الازدی (م: ۴۸۸ھ)

(۷) مشارق الانوار علی صحاح الآثار: قاضی عیاض بن موسیٰ (م: ۵۴۴ھ)

(۸) مجموع غرائب الحدیث: عبدالکریم بن محمد (م: ۵۶۲ھ)

(۹) المجموع المغیث فی غریب القرآن و الحدیث: ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر الاصمہانی (م: ۵۸۱ھ)

(۱۰) الفائق فی غریب الحدیث، محمود بن عمر الزمشری (م: ۵۸۳ھ)

(۱۱) غریب الحدیث: حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی (م: ۵۹۷ھ)

- (۱۲) النہایۃ فی غریب الحدیث: واللاثر: المبارک بن محمد المعروف بابن الاثیر (م: ۶۰۶ھ)
- (۱۳) منال الطالب فی شرح طوال الغرائب: ایضاً
- (۱۴) المجرد لغة الحدیث: عبداللطیف بن یوسف (م: ۶۲۹ھ)
- (۱۵) مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار: محمد طاہر بیٹھی (م: ۹۸۶ھ)
- (۱۶) تفسیر غریب الحدیث مرتباً علی الحروف: ابن حجر العسقلانی
- (۱۷) الجامع فی غریب الحدیث:

## مقالات:

مختلف عرب جامعات میں اس موضوع پر ایم اے رپی ایچ ڈی سطح کے مقالات بھی لکھے گئے ہیں ایسی ہی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- (i) التاویل فی غریب الحدیث من خلال کتاب "النہایۃ" لابن الاثیر: عرض و نقد
- (ii) التنبیہ علی أخطاء الغریبین (مقالہ نگار: علی بن عمر السحیانی، جامعۃ الامام الریاض، برائے ایم اے)
- (iii) دراسات فی غریب الحدیث (بدر الزمان محمد شفیع الیہانی، الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورۃ، ایم اے)
- (iv) علم غریب الحدیث: ماہیتہ و تاریخہ و مولفہ والمخطوطات الموجودة منہ فی مکتبات استانبول (ولی کانیچال، جامعہ مرمرۃ، استنبول، برائے ایم اے)
- (v) الغرابۃ فی الحدیث النبوی: دراسة لغویة تحليلیة فی ضوء ما أورده أبو عبید فی غریب الحدیث
- (vi) غریب الحدیث حتی نہایۃ القرن السادس الهجری: دراسة لغویة تحليلیة (ابراہیم یوسف عبدالقادر، جامعۃ القاہرہ، قاہرہ برائے ڈاکٹریٹ)
- (vii) غریب الحدیث: رجالہ و مناہجہم من بداية القرن الثاني الى القرن السابع الهجری (عدنان سالم محمد البشیر الرومی برائے ڈاکٹریٹ)
- (viii) غریب الحدیث النبوی: لغتہ، تاریخہ، وتصنیفہ و معایرہ (نعمان احمد العلی جامعۃ الیرموک برائے ایم اے)
- (ix) مجمع الغرائب و منبع الرغائب فی غریب الحدیث
- (x) مجموع غرائب الحدیث (عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی، جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ، برائے ایم اے) (۱۶) مجمع بحار الانوار

درج بالا کتب میں سے صرف شیخ محمد طاہر پٹنی (م: ۹۸۶ھ) کی مجمع بحار الانوار کے امتیازات نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کیوں کہ یہ کتاب علمائے برصغیر کا اہل اسلام کو ایک عظیم تحفہ ہے۔

اس کتاب کا اصل اور مکمل نام مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار ہے مگر اختصار اور عرف کی بنا پر عموماً لوگوں نے پورا نام لکھنے کے بجائے صرف مجمع البحار لکھا ہے، یہ مصنف کی سب سے اہم اور مہتمم بالشان کتاب ہے، ان کا بیان ہے کہ اس کی بنیاد نہایہ ابن اثیر اور ناظرین الغریبین پر رکھی ہے، یہ ایک جامع لغت ہے جس میں کلام مجید اور حدیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی گئی ہے، یہ کتاب اگرچہ مشکل اور غریب الفاظ حدیث کی توضیح کے لیے لکھی گئی ہے اور اس لحاظ سے یہ واقعہ عدیم المثال ہے مگر مصنف نے چونکہ ان حدیثوں کو بھی نقل کر دیا ہے جن میں یہ الفاظ مذکور ہیں، اس طرح یہ حل لغات کے علاوہ حدیثوں کی عمدہ شرح و تفسیر بھی ہے، اسی لیے علمائے فن نے اس کو صحاح ستہ کی شرح بھی کہا ہے۔

کتاب کے اسلوب اور خصائص کی وضاحت کرتے ہوئے ضیاء الدین اصلاحی نے لکھا: ”کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے علم حدیث کی اہمیت بیان کی ہے اور غرائب پر قدیم مصنفین اور علمائے اسلام کے اعتنا اور کتابیں لکھنے کا ذکر کیا ہے پھر خود اس موضوع پر یہ کتاب لکھنے کی وجہ اس کی نوعیت اور وہ اصول تحریر کئے ہیں جن کو اس کتاب میں مد نظر رکھا ہے، کتاب کے آخر میں مصطلحات حدیث کی وضاحت اور سادات کی تاریخ درج ہے ذیل میں اس کی چند نمایاں خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) یہ اپنے موضوع پر اہم اور حاوی ہونے کے علاوہ احادیث کی تشریح و تفسیر کے لحاظ سے بھی نہایت مفید، کار آمد اور بلند پایہ کتاب ہے۔

(۲) ابن اثیر کی نہایہ اس موضوع پر بے نظیر کتاب خیال کی جاتی ہے، مجمع البحار میں اس کے تمام مباحث سمیٹ لیے گئے ہیں اس کی کوئی اہم بحث شاذ و نادر ہی اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہے البتہ جو باتیں زیادہ مشہور ہیں انہیں اس میں قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ نہایہ کے علاوہ بھی اس فن کی اہم تصانیف کی مندرجات اور مفید بحثوں کو بھی اس میں نقل کیا گیا ہے۔

(۳) اس موضوع پر اس سے پہلے جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب کی جامع بھی ہے اور ان پر اضافہ بھی ہے۔ کیونکہ اس میں متعدد ایسے امور سے بھی تعرض کیا گیا ہے، جن کے ذکر سے اس فن کی دوسری کتابیں خالی ہیں۔

(۴) اوپر ذکر آچکا ہے کہ ابن اثیر کی نہایہ اس فن کی مہتمم بالشان تصنیف ہے جس کے مباحث کو مجمع البحار میں سمیٹ لیا گیا ہے اس کے علاوہ اس کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں اس پر متعدد اضافے بھی کئے ہیں جیسے ابن

اشیر نے عموماً کلمات کو ضبط نہیں کیا ہے مگر علامہ پٹنی ان کے ضبط کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور طلبہ کی سہولت کے خیال سے لفظوں کو اسی ہیئت میں نقل کرتے ہیں جس میں وہ حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح صاحب النہایہ مادہ کے ذکر میں حدیث میں وارد اس کے دوسرے صیغوں اور مشتقات کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں مگر صاحب مجمع البحار صیغوں اور مشتقات کا بھی ذکر کرتے ہیں، انہوں نے بعض شارحین کے حوالہ سے بھی ابن اشیر کے بیان پر اضافے کئے ہیں۔

(۵) یہ کتاب شروح کی کتاب کے مباحث کی جامع بھی ہے، اس موضوع کی کتابوں میں لفظ کے جو وضعی معنی بیان کئے گئے ہیں ان سے واقفیت کے بعد بھی حدیث کے مفہوم میں اشکال باقی رہتا ہے جس کے حل کے لیے کتب شروح کی احتیاج رہ جاتی ہے لیکن اس کتاب کا مطالعہ شروح سے بے نیاز کر دیتا ہے کیونکہ مصنف ان امور کو بھی بیان کرتے ہیں جو شروح میں مذکور ہیں۔

(۶) غریب الحدیث کے مصنفین نے ان لفظوں کے معنی نہیں لکھے ہیں جن کے وضعی معنی معلوم و مشہور ہیں لیکن مجمع البحار میں اسے اس لیے نقل کیا گیا ہے کہ بحث حدیث میں اس لفظ کی تاویل کسی خاص نوعیت کی ہوتی ہے۔

(۷) معنی حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے وہ شارحین کے بیان پر اضافہ بھی کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ عام شروح پر بھی یک گونہ اضافہ ہے۔ (۱۷)

فہم حدیث میں غریب الحدیث کی اہمیت:

عربی زبان کی وسعت و جامعیت ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کے معانی و مفاہیم اور دلالت کی وضاحت اس علم کے سمجھے بغیر ممکن نہیں ہے۔

غریب الحدیث کی معرفت حدیث کے مفاہیم و مطالب کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔ مفاہیم کا یہ فرق مختلف اعتقادی اور فقہی مکاتب کو بھی جنم دیتا ہے۔ غریب لفظ کی وضاحت سے محدثین کے ہاں مطالب میں کیا فرق پڑا ہے، کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) لیس منا من لم يتغن بالقرآن میں تغنی کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن حجر مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ان میں تطبیق دیتے ہیں۔

(۲) تغنی سے استغناء مراد ہے۔ استغناء بالقرآن سے مراد اور اس کے دو مفہوم ہیں۔

(۱) استغناء عن أخبار الأمم الماضية

(ب) استغناء عن إكثار الدنيا



- (ii) اس سے تشاغل مراد ہے۔ عرب کہتے ہیں: تعنی بالمكان: جب آدمی اس میں قیام اور شغل اختیار کرے۔ مطلب یہ کہ جو قرآن کے ساتھ شوق اور شغل نہ رکھے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔
- (iii) اس کا معنی تلذذ اور حلاوت کا احساس بھی ہے۔ یعنی جو آدمی قرآن کریم کی تلاوت کی لذت محسوس نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔
- (iv) اس سے مراد تحسین صوت ہے۔ لفظوں کی درست ادائیگی اور لہجے کی صحت اس میں شامل ہے۔ ان معانی میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

والحاصل أنه يمكن الجمع بين أكثر التاويلات المذكورة ، وهو أنه يحسن به صوته  
 جاهرًا به مترنمًا على طريق التحزن ، متغنيًا به عن غيره من الأخبار ، طالبًا به غنى النفس ،  
 راجيًا به غنى اليد ، وقد نظمك ذلك في بيتين:

تغن بالقرآن حسن به الصوت حزينا جاهرًا رنم

واستغن عن كذب الألى طالباً غنى يد والنفس ثم الزم (۱۸)

ان میں سے جو بھی مفہوم اختیار کریں فہم حدیث پر اس کا اثر پڑتا ہے اسی لیے علامہ ابن حجر نے ان میں تطبیق کی کوشش کی۔

(۲) أما صمت سَرََّ هذا الشهر (۱۹)

میں ”سَرَ“ کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں: اس کا مادہ ”سَرَ“ سے اس کا معنی چھپنا اور پوشیدہ ہونا ہے، جمہور علماء نے کہا: اس سے مراد مہینہ کے آخری ایام ہیں کیونکہ ان دنوں میں چاند چھپا ہوا ہوتا ہے اور بعض نے کہا: اس کا مادہ سرّہ ہے، اس کا معنی ناف ہے اور اس سے مراد مہینہ کی درمیانی تاریخیں ہیں یعنی ایام بیض تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخیں لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ تاریخ ہے۔ (۲۰)

غریب کی وضاحت سے یہاں فقہی مسئلہ مختلف فیہ ہوا۔

(۳) صحیح بخاری کی تیسری حدیث غار حرا میں نزول وحی سے متعلق ہے۔ حدیث کے الفاظ حتی جاءہ الحق میں حق کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طبری لکھتے ہیں:

(i) أمر الحق وهو الوحى

(ii) رسول الحق وهو جبريل عليه السلام (۲۱) علامہ بلقینی نے حق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

”الأمر البين الظاهر“ أو المراد الملك بالحق أى الأمر الذى بعث به۔ (۲۲)

(۴) کانوايشتر ون الطعام من الركبان۔ (۲۳)

ركبان کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

وهم الجماعة من أصحاب الإبل في السفر، وهو جمع: راكب، وهو في الأصل يطلق

على راكب الإبل خاصة، ثم اتسع فيه فأطلق على كل من ركب دابة (۲۴)

اس حدیث میں الركبان کا لفظ ہے، اس کا معنی ہے: اونٹوں پر سفر کرنے والوں کی جماعت یہ لفظ راكب کی جمع ہے اور اصل میں اس کا اطلاق اونٹ کے سوار پر ہوتا تھا، پھر اس کا اطلاق ہر سواری کے سوار پر کیا جانے لگا۔

اسی باب کی ایک حدیث میں بیداء کا لفظ ہے۔ (۲۵) اس کی وضاحت علامہ عینی نے ان الفاظ

میں کی ہے: وهي في الأصل المغازة التي لاشىء فيها وهي في هذا الحديث اسم موضع

مخصوص بين مكة والمدينة۔ (۲۶)

ان حدیث میں غریب کے لغوی اور عرفی مفہوم میں فرق واضح ہوتا ہے ان احادث سے غریب لفظ کے لغوی مفاہیم کے علاوہ ان کے عرفی استعمال کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

(۵) صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: يغزو جيش الكعبة

علامہ سعیدی لکھتے ہیں: شیخ تقی عثمانی نے اس کے معنی میں لکھا ہے: ایک راہ زن کعبہ کے اوپر حملہ

کرے گا (۲۷) یہ غلط ہے کیونکہ جيش کا معنی لشکر ہے جیسا کہ علامہ عینی نے لکھا ہے، اس کا معنی راہ

زن یا ڈاکو نہیں ہے۔ (۲۸)

غریب کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے مفہوم حدیث ترجمہ پر جو اثر پڑتا ہے وہ دونوں معاصر علماء کی ان توضیحات سے واضح ہوتا ہے۔

درج بالا معروضات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ معرفت مفہوم حدیث کے لیے غریب الحدیث سے واقفیت از بس ضروری ہے۔ یہ علم حدیث سے اخذ ہونے والے تمام مسائل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے علماء نے اس فن پر کتب و مقالات تحریر کیے اور برصغیر بھی اس حوالہ سے اسلامی دنیا میں ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔

## حوالہ جات و حواشی

- (۱) قاضی عیاض، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، مصطفیٰ بابی الجلی، قاہرہ، ۱۹۵۰ء، جلد اول، ص: ۲۴۰
- (۲) احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث، ۷۳۹۷ (مسند ابو ہریرہ)
- (۳) امین قلنجی، عبدالمصطفیٰ، مقدمہ غریب الحدیث از ابن جوزی، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۲ء، جلد اول، ص: ۵
- یہاں قاضی عیاض کے الفاظ کا ترجمہ بھی قابل مطالعہ ہے:
- رسول اکرم ﷺ فصاحت زبان اور بلاغت کلام میں ایسے بلند مقام اور اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے جہاں سلاست طبع، فصاحت کاملہ، ایجاز، موزوں الفاظ کا انتخاب، جزالت کلام، صحت معانی اور قلب تکلف، کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم بھی عطا کئے گئے تھے اور نادر حکمتوں کے ساتھ آپ مخصوص کئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرب کی تمام (مختلف) زبانیں سکھادی تھیں، اور آپ ہر قوم سے اسی کی زبان میں خطاب فرماتے تھے اور اسی قبیلے کے محاورے میں گفتگو فرماتے تھے، یہاں تک کہ بعض صحابہ کرام کسی اور موقع پر آپ سے اس کلام کی شرح دریافت فرماتے اور آپ کے ارشاد گرامی کی توضیح کے خواستگار ہوتے، جس نے آپ کی احادیث و سیرت میں غور و فکر کیا ہے، اس پر یہ بات واضح ہوگئی ہے اور یہ حقیقت سامنے آگئی ہے، آپ کا کلام جیسا قریش، انصار، اہل حجاز و اہل نجد کے ساتھ ہوتا تھا ویسا انداز کلام اس وقت نہیں ہوتا تھا جب آپ ذی المشعار ہمدانی، طہفۃ النہدی، قطن بن حارثہ، اشعث بن قیس اور وائل بن الحجر الکندی سے گفتگو کے وقت اختیار فرماتے تھے جو حضرموت اور یمن کے رؤساء اور امراء میں سے تھے۔ (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى جلد اول، ص: ۲۴۰)
- (۴) السمعانی، ابو منصور محمد بن عبد الجبار، تحقیق محمد بن سعد، مکہ مکرمہ، ۱۴۲۸ھ، جلد اول، صفحہ: ص
- (۵) ایضاً صفحہ: ص
- (۶) ایضاً
- (۷) الخیر آبادی، ڈاکٹر محمد ابواللیث، علوم الحدیث اصیلہا و معاصرہا، ص: ۲۹۷
- (۸) عمر، ڈاکٹر نور الدین، منہج النقدی علوم الحدیث، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۷ء، ص: ۳۳۳
- (۹) ابن صلاح، علوم الحدیث، دار ابن ابن عفان، مصر، ۲۰۰۸ء، جلد ۲، ص: ۴۰۹
- (۱۰) ایضاً
- (۱۱) ایضاً
- (۱۲) منہج النقدی علوم الحدیث، ص: ۳۳۷

- (۱۳) الغوری، سید عبدالماجد مصادر الحديث ومراجعہ، دار ابن کثیر بیروت، ۲۰۱۰ء، جلد ۲ ص: ۱۵۰
- (۱۴) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحيح كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، رقم الحديث (۸۸)
- (۱۵) ایضاً، ابواب تقصیر الصلوة، باب اذالم یطق قاعدا صلی علی جنب، رقم الحديث، ۱۱۱۷
- (۱۶) اس فہرست کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔
- (i) مصادر الحديث: سید عبدالماجد
- (ii) المعجم المصنف لمؤلفات الحديث الشريف: محمد خیر رمضان یوسف
- (iii) المعجم العربی نشأته وتطورہ: دکتور حسین نصار
- (۱۷) اصلاحي، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، دار المصنفین اعظم گڑھ، ۲۰۰۶ء، جلد ۳، ص: ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۶۷
- (۱۸) العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۰ء/۱۵۲۱ھ، جلد ۱، ص: ۸۸
- (۱۹) الجامع الصحيح، كتاب الصوم، باب الصوم اخر الشهر، رقم الحديث: ۱۹۸۳ء
- (۲۰) سعیدی، غلام رسول، نعمة الباری، فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۸ء، جلد ۴، ص: ۵۰۳
- (۲۱) طیبی، حسین بن محمد، شرح الطیبی علی مشکاة المصابیح، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ جلد ۱، ص: ۴۶
- (۲۲) فتح الباری، جلد ۱۵، ص: ۴۴۱
- (۲۳) الجامع الصحيح، كتاب البيوع، باب ما ذكر في الاسواق، رقم الحديث: ۲۱۱۸
- (۲۴) عینی، بدر الدین، عمدة القاری، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء/۱۴۲۱ھ، جلد ۱، ص: ۳۴۴
- (۲۵) ایضاً
- (۲۶) عمدة القاری، جلد ۱، ص: ۳۳۷
- (۲۷) انعام الباری جلد ۲، ص: ۲۲۹
- (۲۸) یقصد عسکر من العساكر تخريب الكعبة عمدة القاری جلد ۱، ص: ۳۳۷ / نعمة الباری جلد ۴، ص: ۶۷۱۔